

اہلسنت وجماعت کے فضائل

تصنیف لطیف

مفسر اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن پیر طریقت، رہبر شریعت

علیہ الرحمۃ اللہ القوی

مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الصلوة والسلام عليك يا رحمة للعالمين ﷺ

اهلسنت وجماعت کے فضائل

تَحْسِنُ لِحَبِيبِ

شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیض ملت، مفسر اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

○.....○.....○.....○.....○

○.....○.....○.....○

○.....○.....○



پیش لفظ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَىٰ فَضْلِهِ وَاحْسَانِهِ، ”بزمِ فیضانِ اُویسیہ“ کا اشاعتی پروگرام کئی سالوں سے جاری ہے اور یہی آرزو حضور مفسرِ اعظم پاکستان، شیخ القرآن والحديث، اُستاذ العرب والعجم، حضرت علامہ مفتی محمد فیض احمد اُویسی مدظلہ العالی کی ہے کہ اُن کی زیادہ سے زیادہ کتب اور رسائل زیور طباعت سے آراستہ ہو جائیں اور عوام الناس تک اُن کے پیغام کی رسائی ہو۔ افسوس اس بات کا ہے کہ ہر زمانہ میں کئی علمائے کرام کی کتب شائع ہوئے بغیر ہی ناپید ہو جاتی ہیں۔ جس کے باعث تحاریر کا اصل مقصد، اصلاحِ عوام مفقود ہو جاتا ہے جیسا کہ زمانہ سابق میں امامِ اہلسنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمہ اللہ کی بے شمار کتابیں ایسی ہیں جن کا شائع ہونا تو گجبان کے مخطوطہ مسودے بھی اب موجود نہیں رہے۔ آہ صد آہ.....! کاش ہم بے قدروں کے دلوں میں ان علمی گہر پاروں کی قدر و منزلت اُجاگر ہو جائے۔ (آمین)

یہی مقصد لے کر ”بزمِ فیضانِ اُویسیہ“ نے میدانِ عمل میں قدم رکھا کہ حضور مفسرِ اعظم پاکستان مدظلہ العالی کی تحریر کردہ تقریباً ”5000“ کتب و رسائل جو بلاشبہ اہلسنت و جماعت کا عظیم سرمایہ ہیں کو احسن انداز میں شائع کر کے مسلمانوں تک پہنچائیں۔

زیر نظر رسالہ ”اہلسنت و جماعت کے فضائل“ کی اشاعت بزمِ فیضانِ اُویسیہ کی ایک اور کاوش ہے اور سلسلہ اشاعت کی ”آٹھائیسویں (۲۸)“ کڑی ہے۔ مولا رحمہ اللہ اُسے اپنی بارگاہ میں مقبولیت کا شرف بخشے۔ مصنف استاذی و سندی کو اللہ تعالیٰ اپنے حبیبِ لبیب رحمہ اللہ کے طفیل صحت و عافیت کے ساتھ اجرِ عظیم عطا فرمائے کہ مجھے اس قابل سمجھ کر اشاعت کی اجازت مرحمت فرمائی۔

سب بارگاہِ مُرشدی

محمد نعمان احمد اُویسی (ناظم اعلیٰ)



قبلہ فیض ملت بحیثیت مفسر اعظم پاکستان

علمائے تفسیر نے ”مفسر“ میں درج ذیل شرائط کا پایا جانا ضروری قرار دیا ہے۔

۱۔ صحت عقیدہ

۲۔ خواہشات نفسانی سے مُبرا

۳۔ عربی لغت اور اس کے فروع کا علم

۴۔ قرآنی علوم کا علم

۵۔ رتبہ فضل یا دور ربانی

حضور قبلہ مفسر اعظم پاکستان مدظلہ العالی نے دنیائے تفسیر میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا ہے۔ احناف کی مشہور و معروف تفسیر ”روح البیان“ کا ”۳۰ جلدوں“ پر مشتمل ترجمہ بنام ”فیوض الرحمن“ کر کے تراجم کی دنیا میں انقلاب برپا کر دیا۔ ترجمہ ”فیوض الرحمن“ کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ پاکستان کا شاید ہی کوئی شہر یا کتب خانہ ایسا ہو جس کی زینت یہ کتاب نہ بنی ہو۔ حتیٰ کہ اب ہندوستان میں بھی شائع ہوئی ہے اور تمام عوام و خواص اس ترجمہ سے استفادہ کر رہے ہیں۔ فیض ملت نے قرآن مجید فرقان حمید کا اردو ترجمہ بھی کیا جس کا نام آپ نے ”فیض القرآن فی ترجمہ القرآن“ رکھا۔ برصغیر کی دو سو سالہ تاریخ تفسیر میں تفسیر مظہری (عربی) کا ریکارڈ بھی حضور مفسر اعظم پاکستان مدظلہ العالی کے قلم نے توڑا ہے۔ ”۱۰ ضخیم جلدوں“ میں عربی تفسیر ”فضل المنان فی آیات القرآن“ تحریر کر کے عربی تفاسیر کی فہرست میں ایک کارہائے عمدہ کا اضافہ فرمایا۔ تفسیر ”فضل المنان“ کا مقدمہ، سورۃ فاتحہ اور چند جلدیں منظر عام پر آچکی ہیں دیگر انتظار وسائل میں ہیں کہ کوئی چھپوا کر اپنی نیک بختی کا سامان کرے۔ اس کے علاوہ تفاسیر کے میدان میں دیگر احسن کارہائے نمایاں بھی سرانجام دیئے ہیں۔ جن کی کچھ تفصیل ہدیہ قارئین ہے۔ تفسیر اویسی (اردو، ۱۵ جلدیں اور عربی الگ)، تفسیر انک لا تھدی، تفسیر آیہ نور، تفسیر آیہ قل لا اقول لکم، تفسیر آیہ عندہ مفاتیح الغیب، تاریخ القرآن، تقابلی تراجم قرآن، تفاسیر سورۃ الفاتحہ والتعوذ فی تفسیر القرآن، تاریخ تفسیر القرآن، التحریف والبهتان العظیم فی تفسیر تفہیم القرآن، تزئین الجنان بمکالۃ القرآن، تفسیر آیہ وما اهل به لغير الله، تفسیر امام احمد رضا، آیہ قواعد ناسخ منسوخ، فیض الرسول فی اسباب النزول (۱۰ جلدیں)، احسن البیان فی اصول تفسیر القرآن (۳ جلدیں)، تفسیر بالرأی (۳ جلدیں)، المحللین ترجمہ و شرح اردو جلالین (۵ جلدیں)، فیض القدر فی اصول التفسیر، القول الراجح فی معرفۃ



المسوخ والنسخ، احسن الشور في روابط الآيات والسور، فتح المخلقات في شرح المقطعات، خير الخلاص تفسیر سورہ اخلاص، ازالة المشتبهات في آيات المتشابها، تفسیر سورہ فاتحہ، تفسیر وَدَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ، اعجاز القرآن، الاسعاف في تفاسیر الاحناف، احسن الشور في روابط الاسماء والسور۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ حضور مفسر اعظم پاکستان فیض ملت حضرت علامہ مفتی حافظ وقاری محمد فیض احمد اویسی رضوی صاحب دامت برکاتہم القدسیہ کے علم و عمل میں برکت فرمائے، آپ کو صحت اور تندرستی کے ساتھ مزید دین متین کی خدمات کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے اور آپ کا سایہ تادیر اہلسنت پر قائم و دائم فرمائے۔ اور ہماری بزم کو اخلاص نیت اور نیکی کے جذبے سے حضرت کی تصانیف کو اہل ذوق تک پہنچانے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔





بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ
فرقہ ناجیہ

احادیث مبارکہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

”لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ
كَذَلِكَ“۔

میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر غالب رہے گا جو کوئی بھی اس کی مخالفت کرے گا وہ اسے نقصان نہیں پہنچائے گا۔
یہاں تک کہ اللہ کا امر (روز قیامت) آئے گا اور وہ اس (حق) پر ہوں گے۔

فائدہ

اس حدیث میں جس طائفہ (گروہ) کے حق پر قائم رہنے کی بشارت دی گئی۔ وہ اہل سنت و جماعت کا وہ طبقہ علماء
ہے۔ جس کے پاس دینی اور الہامی علوم ہوں گے۔ کیونکہ جب تک علماء اہل سنت موجود ہوں گے۔ عوام اہل سنت
آمن میں رہیں گے اور کسی قسم کی دینی گمراہی اور ضلالت میں نہیں پڑیں گے۔ (حاشیہ مراقی الفلاح، صفحہ ۴)

فائدہ

حضرت سید احمد طحطاوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ علماء سے مراد علمائے اہلسنت ہیں۔

(حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح)

قاعدہ

صدیوں پہلے اجماع ہو گیا کہ امام ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو الحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ کے
پیروکاروں کا نام اہلسنت ہے۔

(۱) صحیح حدیث ہے۔ الفاظ صحیح مسلم کے ہیں۔ اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں حدیث نمبر: ۶۷۶ پر باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم
”لَا تَزَالُ أُمَّتِي الْخ“، اور امام مسلم نے اپنی صحیح میں حدیث نمبر: ۳۵۴۳ پر حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی روایت سے، نیز دیگر محدثین نے بھی اپنی کتب
میں نقل فرمایا۔



رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

”جب اہل شام میں فساد آجائے تو پھر تم میں کوئی بہتری نہیں ہوگی اور میری امت کے ایک گروہ کو نصرتِ خداوندی حاصل رہے گی۔ جو شخص اُسے ذلیل کرے گا وہ اُسے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی“۔ (مشکوٰۃ شریف، صفحہ ۲۶۸، جلد ۲)

فائدہ

اس حدیث کے حاشیہ میں لکھا ہے

”قَالَ مُرَادُ بِهِمْ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ“

اُس منظور (یعنی مدیافتہ) گروہ سے مراد اہل سنت و جماعت ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ارشاد فرمایا

”الْمُؤْمِنُ إِذَا أُوجِبَ السُّنَّةُ وَالْجَمَاعَةُ اسْتَجَابَ اللَّهُ دُعَاءَهُ وَقَضَى حَوَائِجَهُ وَغُفِّرَ لَهُ الذُّنُوبَ جَمِيعاً وَكُتِبَ لَهُ بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ وَبَرَاءَةٌ مِنَ النِّفَاقِ“۔ ۱

ترجمہ: کوئی مومن جب سنت و جماعت کا عقیدہ لازم کر لے تو اللہ تعالیٰ اُس کی دعا قبول کرتا ہے اور اُس کی حاجتیں پوری فرماتا ہے اور اس کے تمام گناہ بخش دیتا ہے اور اس کے لئے دوزخ سے اور منافقت سے برأت (نجات) لکھ دیتا ہے۔

(تکملة البحر الرائق، صفحہ ۱۸۲، جلد ۸)

اہل سنت کی خصوصی علامات

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

(۱) اس حدیث کو امام ترمذی کے حوالے سے امام ترمیزی نے مشکوٰۃ شریف میں حدیث نمبر ۶۲۸۳ پر نقل فرمایا یہ حدیث حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اور متن حدیث یوں ہے: وَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”إِذَا فَسَدَ أَهْلُ الشَّامِ فَلَا خَيْرَ لَكُمْ وَلَا يَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي مَنْصُورِينَ لَا يَبْصُرُهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ“۔ قَالَ ابْنُ الْمَدِينِيِّ: هُمْ أَصْحَابُ الْحَدِيثِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

(۲) مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے اس فرمان کو امام شیخ محمد بن حسین بن علی طوری قادری حنفی متوفی ۱۱۳۸ھ نے ابن نجیم کی شرح کنز الدقائق المسمى ببحر الرائق کے کلمہ میں کتاب الکراہیہ کے تحت تحتہ میں بیان فرمایا۔ دیکھئے ”تکملة البحر الرائق، جلد ۸، ص ۳۳۳، مطبوعہ: دارالکتب العلمیہ، بیروت۔



”مَنْ كَانَ عَلَى السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ اسْتَجَابَ اللَّهُ دُعَاءَهُ وَكَتَبَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَخْطُوهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ
وَرَفَعَ لَهُ عَشْرَ دَرَجَاتٍ“۔ ۱

ترجمہ: کوئی شخص سنت و جماعت کے عقیدہ پر ہو اللہ تعالیٰ اُس کی دعا قبول فرماتا ہے اور اس کے لئے ہر قدم کے عوض دس نیکیاں لکھتا ہے اور اس کے لئے دس درجے بلند فرماتا ہے۔ عرض کیا گیا، یا رسول اللہ ﷺ کوئی شخص کس وقت جانے کہ وہ اہل سنت و جماعت سے ہے؟ فرمایا، جب وہ اپنے دل میں دس (10) باتیں پائے تو وہ سنت و جماعت پر ہے۔
☆ ایک یہ کہ وہ پانچ نمازیں باجماعت پڑھے۔

☆ صحابہ میں سے کسی کو بھی بُرائی سے یاد نہ کرے اور نہ کسی صحابی کی تنقیص کرے۔

☆ نہ بادشاہ پر تلوار لے کر بغاوت کرے۔

☆ نہ اپنے ایمان میں شک کرے۔

☆ ایمان رکھے کہ اچھی بُری تقدیر اللہ کی طرف سے ہے۔

☆ اللہ کے دین کے بارے میں کسی سے نہ جھگڑے۔

☆ کسی مؤحد (توحید کے ماننے والے) کی تکفیر کسی گناہ کے سبب سے نہ کرے۔ (یعنی، اسے کافر نہ کہے)

☆ اہل قبلہ میں سے جو کوئی مرے اُس پر نماز جنازہ ترک نہ کرے۔

☆ موزوں پر مسح کو سفر اور حضر میں جائز جانے۔



(۱) اس حدیث کو امام شیخ محمد بن حسین بن علی طوری قادری حنفی متوفی ۱۱۳۸ھ نے ابن نجیم کی شرح کنز الدقائق المسنی بالبحر الرائق کے عکملہ میں کتاب الکرامیہ کے تحت تتمہ میں نقل فرمایا۔ دیکھئے (تکملۃ البحر الرائق، جلد ۸، ص ۳۳۳، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت)

(۲) یاد رہے کہ امام کے (عمل میں) فاسق ہونے کی صورت میں اس کی اقتداء صرف جمعہ و عیدین کے لئے ہے مطلقاً نہیں، وہ بھی اُس صورت میں کہ جب شہر میں ایک ہی جگہ جمعہ یا عیدین منعقد ہوتے ہوں۔ اور اگر امام فاسق ہے اور شہر میں اور دوسری جگہ بھی جمعہ یا عیدین کا انعقاد ہو تو وہاں جانا چاہئے۔ چنانچہ صدر الشریعہ بدرالطریقہ علامہ امجد علی قادری اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی بحوالہ فقہیہ، شامی و شرح فتح القدیر، فرماتے ہیں، ”فاسق کی اقتداء نہ کی جائے مگر صرف جمعہ میں کہ اس میں مجبوری ہے، باقی نمازوں میں دوسری مسجد کو چلا جائے اور جمعہ اگر شہر میں چند جگہ ہوتا ہو تو اس میں بھی اقتداء نہ کی جائے، دوسری مسجد میں جا کر پڑھیں۔“ (بہار شریعت، حصہ سوم، امامت کا زیادہ حق دار کون ہے، ص ۱۳۷، مطبوعہ: مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی)۔ یہ بات ہے فاسق عملی کی یعنی، جس کے عمل میں فسق ہو۔ جہاں تک فاسق اعتقادی یعنی، جس کے اعتقاد (عقیدے) میں فسق یعنی، خرابی ہو کہ جو حد کفر کو پہنچتی ہو تو اس کے پیچھے تو اصلاً نماز ہوتی ہی نہیں۔ چنانچہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں،

(بقیہ اگلے صفحہ پر)



☆ ہرنیک و بد کے پیچھے جمعہ وعیدین نماز پڑھے۔ ۲ (تکملة البحر الرائق، صفحہ ۱۸۲، جلد ۸)

اہل سنت کی تعداد میں کمی آتی جائے گی

امام احمد صاوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے خبر دی ہے کہ یہ اُمت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ ایک فرقہ ناجی (نجات والا) ہے اور باقی دوزخی ہیں اور اُمت کی یہ فرقہ بندی صحابہ کے دور کے بعد شروع ہوگی پس ناجی وہ فرقہ ہے جو نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نقش قدم پر ہے۔ یہ ناجی فرقہ ہر زمانے میں قلت و کثرت کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے۔ پس صدرِ اول میں یہ ناجی فرقہ غالب قوی تھا اور جب بھی زمانہ گزرتا جائے گا۔ یہ ناجی فرقہ پوشیدگی میں بڑھتا جائے گا لیکن جب تک دنیا میں قرآن موجود ہے۔ یہ ناجی فرقہ ختم نہیں ہوگا۔ (تفسیر صاوی، صفحہ ۵۲، جلد ۱)

مذہب اہل سنت میں غریب لوگ رہ جائیں گے

اہل سنت کے حق مذہب پر آخر زمانے میں صرف غرباء و مساکین لوگ رہ جائیں گے۔ دولت مند لوگ اس مذہب حق کو چھوڑ دیں گے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

”إِنَّ الدِّينَ بَدَأَ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ كَمَا بَدَأَ فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ وَهُمْ الَّذِينَ يُصْلِحُونَ مَا أَفْسَدَ النَّاسُ مِنْ

بُعْدِي مِنْ مَسْتَبِيٍّ“

www.faizahmedowaisi.com

ترجمہ: بلاشبہ دین غربت کے حال میں ظاہر ہوا اور غریب جس حال میں ظاہر ہوا تھا اُسی حال میں لوٹے گا۔ سو

(بقیہ حاشیہ) ”وہ بد مذہب جس کی بد مذہبی حد کفر کو پہنچ گئی ہو، جیسے رافضی اگرچہ صرف صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت یا صحبت سے انکار کرتا ہو، یا شیخین (صدیق اکبر و فاروق اعظم) رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شانِ اقدس میں تہتر اکہتا ہو۔ قدری جی، مشہ اور وہ جو قرآن کو مخلوق بتاتا ہے اور وہ جو شفاعت یا دیدار الہی یا عذاب قبر یا کرنا کا تہین کا انکار کرتا ہے، ان کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی۔“ (بحوالہ عالمگیری) (بہار شریعت، حصہ سوم، شرائطِ امامت، مسئلہ ۸، ص ۱۳۰، مطبوعہ: مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی)۔

(۱) اس حدیث کو امام ترمذی نے اپنی سنن میں حدیث نمبر: ۲۵۵۳ پر نقل فرمایا اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ نیز امام ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں حدیث نمبر: ۶۶ (۸/۱۳۳) پر، امام طبرانی نے معجم کبیر میں حدیث نمبر: ۱۳۳۸۹ (۱۱/۴۰۳) پر اور امام تہرزی نے مشکوٰۃ شریف میں حدیث نمبر: ۱۷۰ پر امام ترمذی کے حوالے سے نقل فرمایا۔

(۲) حدیث شریف میں اس کے لئے الفاظ ”طوبی“ کے ہیں جس کے معنی جنت بھی ہیں اور کہا گیا ہے کہ جنت میں ایک درخت کا نام ہے۔ جیسا کہ امام اہلسنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے ایک نعت شریف کا مطلع ارشاد فرمایا: طوبی میں جو سب سے اُوچی نازک سیدھی نکلی شاخ، مانگوں نصیب نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) لکھنے کو روجِ قدس (علیہ السلام) سے ایسی شاخ۔ اس اعتبار سے اس کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ غرباء کے لئے جنت ہے، نیز لغوی اعتبار سے اس کے معنی اچھائی کے بھی ہیں جیسا کہ مصنف (دامت برکاتہم العالیہ) نے ترجمہ فرمایا۔ ۱۲ مخرج۔



غرباء کے لئے اچھائی ۲ ہو اور غرباء وہ لوگ ہیں جو اس فساد کو درست کرتے ہیں جو لوگ میری سنت میں پیدا کرتے ہیں۔ (مشکوٰۃ، صفحہ ۲۷، جلد ۱)

اہل سنت کا ساتھ چھوڑنے والا دوزخی ہوگا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”فَمَنْ سَرَّ بِحُبُوحَةِ الْجَنَّةِ فَلْيُلْزِمِ الْجَمَاعَةَ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْفِدِّ“ ۱

خبردار جس شخص کو جنت کا وسطی حصہ پسند ہے وہ جماعت کو لازم پکڑے کیونکہ شیطان تنہا شخص کے ساتھ ہے۔

(مشکوٰۃ صفحہ ۲۳۲، جلد ۲)

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

”وَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَالْعَامَةِ“ ۲

اور تم پر (اہل سنت و جماعت) اور عوام المسلمین (کا دین) لازم ہے۔ (مشکوٰۃ، صفحہ ۲۸، جلد ۱)

سنی مسلمان ان احادیث متبرکہ کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں اور خیال کریں کہ اگر سواد اعظم کی پیروی چھوٹ گئی تو پھر

انجام کتنا برا ہوگا۔ (اعاذنا اللہ تعالیٰ منہ)

اہل سنت ناجی فرقہ ہے

(۱) امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ”الجام العوام عن علم الکلام“ میں روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول

اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

”سَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي نَيْفًا وَسَبْعِينَ فِرْقَةً، النَّاجِيَةُ مِنْهُمْ وَاحِدَةٌ“۔ فَقِيلَ: وَمَنْ هُمْ؟ فَقَالَ: ”أَهْلُ السُّنَّةِ

وَالْجَمَاعَةِ“، فَقِيلَ وَمَا أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ؟ فَقَالَ: ”مَا أَنَا عَلَيْهِ الْآنَ وَأَصْحَابِي“

(۱) اس حدیث کو امام عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں حدیث نمبر: ۲۰۷۱۰ (۱۱/۳۳۱) پر، امام شافعی نے اپنی مسند میں حدیث نمبر: ۱۱۲۶ (۳/۷۵) پر، امام بیہقی نے معرفۃ السنن والآثار میں حدیث نمبر: ۵۲ (۱/۶۲) پر، امام ابن عساکر نے تاریخ مدینۃ دمشق میں (۲/۷۹) پر نیز دیگر محدثین نے بھی اپنی کتب میں نقل فرمایا۔

(۲) اسے امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں حدیث نمبر: ۲۱۰۲۰ (۱۳/۳۵) پر، امام علاؤ الدین علی المصطفیٰ نے کنز العمال میں حدیث نمبر: ۱۰۲۶ پر اور امام تہریزی نے مشکوٰۃ شریف میں امام احمد کے حوالے سے حدیث نمبر: ۸۳ پر نیز دیگر محدثین نے اپنی کتب میں نقل فرمایا۔



ترجمہ: عنقریب میری امت ستر (۷۰) سے کچھ زائد فرقوں میں بٹ جائے گی۔ ان میں ایک فرقہ ناجی ہے۔ سو کہا گیا وہ ناجی فرقہ کون ہے؟ تو فرمایا اہل سنت و جماعت ہیں۔ پھر کہا گیا اہل سنت و جماعت کون ہیں؟ فرمایا وہ لوگ جو میری اس وقت کی سنت اور میرے صحابہ کی سنت پر ہوں گے۔ (الجام العوام عن علم الکلام، صفحہ ۳۵)

(۲) مولانا محمد حسن مجددی لکھتے ہیں کہ

”فَجُمْلَةُ السَّوَادِ الْأَعْظَمِ وَلَفْظَةُ الْعَامَّةِ تَصْرِیحٌ بِكَثْرَةِ الْأَفْرَادِ وَكَثْرَةِ أَفْرَادِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ بِالنِّسْبَةِ إِلَى جَمِيعِ طَوَائِفِ الضَّلَالِ أَمْرٌ بَدِيهِيٌّ مَعْلُومٌ بِالضَّرُورَةِ فَثَبَّتَ أَنَّ الْفِرْقَةَ النَّاجِيَةَ هِيَ: أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ الْمُقْلِدِينَ لِلْمَذَاهِبِ الْأَرْبَعَةِ الْمَشْهُورَةِ“

ترجمہ: یعنی سوادِ اعظم اور عامہ کے الفاظ حدیث میں کثرتِ افراد کے بارے میں صریح ہیں۔ اور اہل سنت کے افراد کی کثرت تمام گمراہی والے ٹولوں کے افراد کی نسبت سے زیادہ اور معلوم امر ہے۔ پس ثابت ہوا کہ ناجی (یعنی نجات والا) فرقہ وہ اہل سنت و جماعت ہی ہیں۔ جو مشہور مذاہبِ اربعہ (حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی) کے مقلدین ہیں۔

(العقائد الصحيحة، صفحہ ۲۴)

(۳) پیرانِ پیر حضور غوثِ اعظم، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”وَأَمَّا الْفِرْقَةُ النَّاجِيَةُ فَهِيَ: أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ“

ترجمہ: اور ناجی فرقہ اہل سنت و جماعت ہی ہے۔ (غنیۃ الطالبین، صفحہ ۸۵، جلد ۱)

(۴) امام احمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ درمختار کے حواشی میں فرماتے ہیں:

”فَعَلَيْكُمْ مَعَاشِرُ الْمُؤْمِنِينَ بِاتِّبَاعِ الْفِرْقَةِ النَّاجِيَةِ الْمُسَمَّاةِ بِأَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ فَإِنَّ نَصْرَةَ اللَّهِ وَحِفْظَهُ وَتَوْفِيقَهُ فِي مُوَافَقَتِهِمْ وَخُذْلَانَهُ وَسَخَطَهُ وَمَقْتَهُ فِي مُخَالَفَتِهِمْ“

ترجمہ: پس اے تمام مومن جماعتو! تم پر فرقہ ناجیہ یعنی اہل سنت و جماعت کی پیروی لازم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی امداد اور اس کی نگہبانی اور توفیق اس جماعت کی موافقت میں ہے اور اس کی ناراضگی اور غضب و غصہ اس کی مخالفت میں ہے۔ (حاشیہ درمختار بحوالہ الدولة العثمانیہ)

پھر آگے فرماتے ہیں:

”وَهَذِهِ الطَّائِفَةُ النَّاجِيَةُ الْيَوْمَ فِي مَذَاهِبِ أَرْبَعَةٍ، وَهِيَ: الْحَنْفِيُّونَ وَالْمَالِكِيُّونَ وَالشَّافِعِيُّونَ



وَالْحَنِيلُونَ رَحِمَهُمُ اللَّهُ، وَمَنْ كَانَ خَارِجًا عَنْ هَذِهِ الْأَرْبَعَةِ فِي هَذَا الزَّمَانِ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْبِدْعَةِ
وَالنَّارِ“

ترجمہ: اور یہ ناجی جماعت آج چار مذاہب حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی پر منحصر ہے اور جو شخص آج اس زمانے میں ان چار مذاہب سے خارج ہے۔ وہ بدعتی ہے اور دوزخی ہے۔ (حاشیہ در مختار بحوالہ الدولة العثمانیہ)

سنی مسلمان علمائے حق کے ان ارشادات کو غور سے پڑھیں، سمجھیں اور جانیں کہ اتباع حق جیسی کوئی دولت نہیں کیونکہ آخرت کی کامیابی کا دار و مدار حق پرستی پر ہی ہے۔ اگر اہل سنت کے مذہب حقہ کو چھوڑ کر بد مذہبی اپنائیں گے تو آخرت میں کتنا بڑا خسارہ اٹھانا پڑے گا۔

اللَّهُمَّ ثَبِّتْ قُلُوبَنَا عَلَى مَذْهَبِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ بِمَنْكَ الْعَظِيمِ وَرَسُولِكَ الْكَرِيمِ ﷺ (آمین)

آج کل ایک فرقہ پیدا ہوا ہے جس نے اپنا نام ”جماعت المسلمین“ رکھا ہے۔ اس فرقہ کا اہل سنت سے یہ مطالبہ ہے کہ تم اپنے نام کا ثبوت دو ورنہ ہماری جماعت المسلمین میں شامل ہو جاؤ۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی نقل کردہ مندرجہ بالا حدیث اور تکرملہ بحر الرائق کی پیش کردہ روایات سے ثابت ہو گیا ہے کہ خود سرکارِ دو عالم ﷺ نے اہل حق کو ”اہل سنت و جماعت“ کا نام عطا فرمایا ہے لہذا یہ نام سرکاری عطیہ ہے کسی نے اپنی طرف سے نہیں رکھا ہے۔ (والحمد للہ علیٰ ذلک)

ہاں ہمارا مطالبہ ان سے یہ ہے کہ ”جماعت المسلمین“ نام کی تمہارے پاس کیا دلیل ہے۔

فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَكِنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ۔ (البقرة: ۲۴)

اہل سنت نبی کریم ﷺ کی معنوی اولاد ہیں

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ، آیت ”لِيُغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ“ کی تفسیر میں لکھتے ہیں

”أَيُّ: لِيُغْفِرَ اللَّهُ بِسَبِّكَ وَجَاهِكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذُنُوبِ أَهْلِكَ وَمَعَاصِيهِمْ أَوْ زَلَّاتِهِمْ مِنْ آبَائِكَ وَأُمَّهَاتِكَ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ وَآمَنَةً إِلَى آدَمَ وَحَوَّاءَ وَمَا تَأَخَّرَ مِنْ ذُنُوبِ نَسْلِكَ مِنْ أَحْفَادِكَ وَأَسْبَاطِكَ بَلْ وَنَسْلِكَ الْمَعْنَوِيِّ جَمِيعًا وَهُمْ أَهْلُ السُّنَّةِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ“

ترجمہ: یعنی تاکہ اللہ آپ کے سبب اور آپ کے مرتبہ کے باعث آپ کے گزرے ہوئے گھروالوں کے گناہ اور معاصی یا آپ کے باپوں اور ماؤں حضرت عبد اللہ و آمنہ رضی اللہ عنہما سے لے کر حضرت آدم و حوا علیہم السلام تک کی لغزشیں اور آپ کی آنے والی نسل یعنی آپ کے نواسوں بلکہ آپ کی معنوی اولاد یعنی اہل سنت کے گناہ معاف فرمائے۔



اہل سنت کے اعمال بہترین ہیں

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ روایت بیان فرماتے ہیں کہ عبدالوہاب بن یزید کندی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو عمر ضریر رحمۃ اللہ علیہ کو اُن کی وفات کے بعد دیکھا تو عرض کیا، اللہ نے مرنے کے بعد آپ سے کیا معاملہ کیا ہے؟ فرمایا اُس نے مجھے معافی دے دی اور مجھ پر رحم کیا ہے۔ پھر انہوں نے عرض کیا ”**قَسَائِ الْأَعْمَالِ وَجَدْتُ أَفْضَلَ**“ یعنی آپ نے کون سا عمل بہترین پایا؟ فرمایا ”**مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ مِنَ السُّنَّةِ وَالْعِلْمِ**“ یعنی سنت اور علم میں سے جس پر تم ہو۔ یعنی اہل سنت و اہل علم کے اعمال بہترین پائے ہیں۔ پھر عرض کیا اور تم نے بدترین اعمال کون سے پائے ہیں؟ فرمایا ناموں سے بچو۔ عرض کیا، نام کیا ہے؟ فرمایا ”**قَدْرِي وَمُعْتَزِلِي وَمَرْجِي فَبَعَلْ يُعَدُّ أَسْمَانًا لَا هَوَاءَ**“ قدری، معتزلی اور مرجی پھر وہ دوسرے بد مذہبوں کے نام گننے لگے۔ (شرح الصدور، صفحہ ۱۱۷)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ خوب فرماتے ہیں
اہلسنت کا ہے بیڑا پار اصحاب رسول
نجم ہیں اور ناقہ ہے عترت رسول اللہ ﷺ کی
اور فرماتے ہیں

واسطہ پیارے کا ایسا ہو کہ جو سُنی مرے
یوں نہ فرمائیں ترے شاہد کہ وہ فاجر گیا
عرش پر دھو میں مچیں وہ مومن صالح ملا
فرش سے ماتم اُٹھے وہ طیب و طاہر گیا

قبر میں سُنی کا منہ قبلہ سے نہیں پھرتا ہے

ابو اسحاق فزاری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ اُن کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اُس نے انہیں بتایا کہ میں قبریں کھودا کرتا تھا (کفن چوری کرتا تھا) اور میں ایک قوم کو اس حال میں پاتا تھا کہ اُن کے منہ قبلہ سے پھرے ہوئے ہوتے تھے۔ سو میں نے یہ بات امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھی تو آپ نے فرمایا ”**أَوَّلِيكَ قَوْمٌ مَاتُوا عَلَى غَيْرِ السُّنَّةِ**“ یعنی یہ لوگ سُنی مذہب چھوڑ کر مرے ہیں۔ (اس لئے اُن کا منہ کعبہ شریف سے پھیر دیا گیا) (شرح الصدور، صفحہ ۷۲)



فرشتے سنی کو قبر میں تلقین کرتے ہیں

محدث لا لکائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن نصر صالح رحمۃ اللہ علیہ سے روایت بیان کی ہے کہ میرے والد نماز جنازہ کے بہت شوقین تھے۔ وہ واقف و ناواقف اموات کے جنازہ کی نماز پڑھتے تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے فرمایا اے میرے پیارے بیٹے! ایک دن میں ایک نماز میں حاضر ہوا تو جب لوگوں نے میت کو دفن کیا تو دو آدمی قبر میں داخل ہو گئے۔ پھر ایک شخص نکل آیا اور دوسرا قبر میں ہی رہ گیا اور لوگ مٹی ڈالنے لگے تو میں نے کہا اے لوگو! تم میت کے ہمراہ ایک زندہ شخص کو بھی دفن کر رہے ہو۔ سو لوگوں نے کہا یہاں اور کوئی نہیں۔ میں نے کہا شاید مجھے شبہ لگا ہو۔ پھر میں لوٹ آیا اور میں اپنے دل میں کہتا تھا کہ میں نے تو دو شخصوں کو دیکھا اُن میں سے ایک نکل آیا اور دوسرا باقی رہ گیا۔ میں یہاں سے نہیں ہٹوں گا۔ یہاں تک کہ اللہ میرے لئے میرا معاملہ ظاہر فرما دے۔ پس میں قبر کی طرف آیا اور دس مرتبہ سورہ یٰسین، سورہ ملک پڑھیں اور رونے لگا اور عرض کیا، اے میرے رب! جو کچھ میں نے دیکھا اُس کی حقیقت مجھ پر ظاہر فرما دے کیونکہ میں اپنے عقل اور ایمان کے ضائع ہونے کا خوف رکھتا ہوں۔ فوراً قبر پھٹی تو اُس سے ایک شخص نکلا پھر وہ پیٹھ پھیر کر چلا۔ میں نے کہا اے فلاں! میں تجھے تیرے معبود کا واسطہ دیتا ہوں کہ تو ٹھہرتا کہ میں تجھ سے کچھ پوچھوں۔ اُس نے میری طرف توجہ نہ کی پھر میں نے دوسری اور تیسری باریکی کہا تو اُس نے توجہ دی اور کہا تو نصر الصالح ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ پھر اُس نے کہا کیا تو مجھے نہیں پہچانتا۔ میں نے کہا نہیں۔ اُس نے کہا

”نَحْنُ مَلَكَانِ مِنْ مَلَائِكَةِ الرَّحْمَةِ وَكُنَّا بِأَهْلِ السُّنَّةِ إِذَا وُضِعُوا فِي قُبُورِهِمْ نَزَّلْنَا حَتَّى نَلْقِيَهُمُ الْحُجَّةَ“

ترجمہ: ہم رحمت کے فرشتوں میں سے دو فرشتے ہیں ہم اہل سنت پر مقرر کیے گئے ہیں۔ جب وہ قبروں میں رکھے جاتے ہیں تو ہم اُترتے ہیں اور انہیں منکر نکیر کے سوالوں کے جواب سکھاتے ہیں۔ پھر وہ غائب ہو گیا۔

(شرح الصدور، صفحہ ۵۸، صحیح البخاری، صفحہ ۸۶۱)

سنی مسلمان اس حدیث پر غور کریں کہ مسلک اہل سنت کی حقانیت کی کتنی عظیم برکت ہے کہ اللہ تعالیٰ قبر میں حساب و کتاب کی کامیابی کے لئے سنی مسلمانوں کو جواب سکھانے کے لئے رحمت کے فرشتے مقرر فرما دیتا ہے۔

”اَللّٰهُمَّ بَيِّتْ اَقْدَامَنَا عَلٰی هٰذَا الْمَذْهَبِ الْعَالِي بِفَضْلِكَ وَاخْتِمْ حَيَاتَنَا عَلٰی هٰذَا الْمَذْهَبِ الْحَقِّ بِحَقِّ

ذَاتِكَ يَا قَدِيْمَ الدَّائِيَاتِ وَيَا عَظِيْمَ الصِّفَاتِ“ (آمین)



قیامت کے دن سنیوں کے چہرے روشن ہوں گے

اہل سنت کی عند اللہ تعالیٰ کرامات میں سے ایک بڑی کرامت یہ ہے کہ میدانِ حشر میں اُن کے چہرے ہشاش بشاش ہوں گے اور اُن کے مخالفین کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ چنانچہ مفسر ابن کثیر لکھتے ہیں:

”يَوْمَ الْقِيَامَةِ حِينَ تَبْيَضُّ وُجُوهُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَتَسْوَدُّ وُجُوهُ أَهْلِ الْبِدْعَةِ وَالْفِرْقَةِ۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا“

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما (صحابی رسول ﷺ) نے فرمایا قیامت کے دن اہل سنت و جماعت کے چہرے سفید ہو گئے اور اہل بدعت اور فرقہ بندی کرنے والوں کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ (تفسیر ابن کثیر، صفحہ ۳۹۰، جلد ۱) اور تفسیر حسینی میں ہے:

”واما آن کہ سفید شد روی ہائے ایشان یعنی مومنان و اہل سنت“

یعنی

”قیامت کے روز جن لوگوں کے چہرے سفید ہوں گے وہ مومن و اہل سنت ہوں گے“

(تفسیر حسینی، صفحہ ۷۸)



اور امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

واخرج الديلمي في ”مسند الفردوس“ بسند ضعيف عن ابن عمر عن النبي ﷺ في قوله تعالى ﴿يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌُ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌُ﴾ (سورة آل عمران: ۱۰۶) قَالَ: تَبْيَضُّ وُجُوهُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَتَسْوَدُّ وُجُوهُ أَهْلِ الْبِدْعَةِ“۔ ۱

ترجمہ: محدث دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب ”مسند الفردوس“ میں ضعیف سند سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿جس دن کچھ منہ اونچالے (سفید) ہوں گے اور کچھ منہ کالے﴾ کے بارے میں فرماتے ہیں اہل سنت کے چہرے سفید اور اہل بدعت کے سیاہ ہوں گے۔

(الاتقان، صفحہ ۱۹۲، جلد ۲)

(۱) اس حدیث کو امام دیلمی نے الفردوس بجاثر الخطاب میں حدیث نمبر: ۸۹۸۶ (۵/۵۲۹) پر نقل فرمایا، نیز امام قرطبی نے بھی اپنی تفسیر میں (۳/۱۶۷) اس حدیث کو نقل فرمایا۔



اور یہی امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ایک اور مقام پر لکھتے ہیں

”أَخْرَجَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ وَالْأَلْكَائِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي هَذِهِ الْآيَةِ، قَالَ: تَبَيُّضٌ وَجُوهُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَتَسْوَدُّ وَجُوهُ أَهْلِ الْبِدْعَةِ وَالضَّلَالِ وَأَخْرَجَهُ الْخَطِيبُ فِي الرَّوَايَةِ عَنْ مَالِكٍ وَالدَّيْلَمِيُّ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ مَوْقُوفًا“۔ (تفسیر ابن ابی حاتم حدیث نمبر: ۳۹۹۸ (۱۳/۲۰۷))

ترجمہ: محدث ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ اور لاکائی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ ارشاد روایت کیا ہے کہ اہل سنت و جماعت کے چہرے سفید ہوں گے اور اہل بدعت و ضلالت کے چہرے سیاہ ہوں گے اور اس بات کو روایت کے طور پر خطیب نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے موقوف روایت کیا ہے۔

(البدور السافرة، صفحہ ۱۳۳)

حضور ﷺ نے فرمایا جب تم اختلاف دیکھو تو سب سے بڑی جماعت کو لازم پکڑو۔

سوال

حدیث مذکورہ آیت قرآنی کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے :

”إِعْمَلُوا آلَ دَاوُدَ شُكْرًا وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ“ (سبا: ۱۳)

ترجمہ: عمل کرو آل داؤد (علیہ السلام) شکر کا اور کم ہیں میرے بندوں سے شکر کرنے والے۔ (پارہ ۲۲، سورۃ سبا، آیت ۱۳)

اس کے علاوہ اور آیات سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مومن اور نیک بندے قلیل ہیں۔ اس لئے یہ حدیث قرآن مجید کے خلاف ہے لہذا قابل قبول نہیں۔

جواب 1

یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ مدارِ نجات ایمان پر ہے۔ ایمان رکھنے والوں میں بھی ایسے لوگوں کی تعداد کم ہوتی ہے جو سب استطاعت اللہ تعالیٰ کی پوری شکرگزاری کرنے والے اور کامل مومن ہوں۔

جواب 2

جن آیتوں میں مومنین کو قلیل اور کفار کو کثیر فرمایا گیا ہے وہاں کفار سے وہ ”بہتر فرقے“ بالخصوص مراد نہیں مدعیان اسلام ہیں بلکہ وہاں کفار سے عام کفار مراد ہیں۔ جن میں اسلام کے مدعی اور منکر سب شامل ہیں اور یہ امر واضح ہے کہ اسلام کے مدعی اور منکر تمام جہانوں کے کافروں کے مقابلہ میں سوادِ اعظم اہلسنت و جماعت کو لایا جائے ضرور قلیل



ہوں گے اور وہ کفار یقیناً کثیر ہوں گے لہذا قرآن و حدیث میں کوئی اختلاف نہیں۔

ازالۃ وہم

بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ دوسری حدیث میں حضور ﷺ نے فرقہ ناجیہ کے متعلق فرمایا ہے کہ

”مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي“

ترجمہ: ناجی گروہ وہ ہے جو میرے اور میرے صحابہ کے مسلک پر ہو۔

اس حدیث میں سوادِ اعظم کا ذکر نہیں۔ اس لئے تمہارا دعویٰ غلط ہے کہ ہم کثیر التعداد ہیں۔ قلہذا ہم حق پر ہیں۔

اس روایت میں اہل حق کی علامت بتائی گئی ہے۔ **الحمد للہ** وہ ہم اہلسنت ہیں یہاں اہل حق کو کثیر تعداد والے بھی فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ”إِن أُمَّتِي لَا تَجْمَعُ عَلَى ضَلَالَةٍ فَإِذَا رَأَيْتُمْ اخْتِلَافًا فَعَلَيْكُمْ بِالسَّوَادِ الْأَعْظَمِ“۔ (رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی، جب تم اختلاف دیکھو تو سب سے بڑی جماعت کو لازم پکڑو“۔

فائدہ

اس دورِ ہفتن میں حدیث مذکورہ کی رو سے سوادِ اعظم اہلسنت و جماعت کا حق پر ہونا ثابت ہوا۔ جیسا کہ شیخ

عبد الغنی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ”الحاج الحاجہ حاشیہ ابن ماجہ“ میں اسی حدیث پر رقم فرماتے ہیں

”فَهَذَا الْحَدِيثُ مَعْيَارٌ عَظِيمٌ لِأَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ - شَكَرَ اللَّهُ سَعْيَهُمْ - فَإِنَّهُمْ هُمُ السَّوَادُ الْأَعْظَمُ وَذَلِكَ لَا يَحْتَاجُ إِلَى بُرْهَانٍ فَإِنَّكَ لَوْ نَظَرْتَ إِلَى أَهْلِ الْأَهْوَاءِ بِاجْتِمَاعِهِمْ اثْنَتَانِ وَسَبْعُونَ فِرْقَةً لَا يَبْلُغُ عَدْدُهُمْ عَشَرَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَأَمَّا اخْتِلَافُ الْمُجْتَهِدِينَ فِيمَا بَيْنَهُمْ وَكَذَلِكَ اخْتِلَافُ الصُّوفِيَةِ الْكِرَامِ وَالْمُحَدِّثِينَ الْعِظَامِ وَالْقُرَّاءِ الْأَعْلَامِ هُوَ الْإِخْتِلَافُ لَا يُضِلُّ أَحَدَهُمُ الْآخَرَ - (ابن ماجہ، صفحہ ۲۹۲، حاشیہ ۱)

یہ حدیث اہل سنت و جماعت (اللہ تعالیٰ ان کی سعی کو مشکور فرمائے) کے لئے معیارِ عظیم ہے۔ بے شک وہی سوادِ اعظم ہیں اور یہ

(۱) اس حدیث کو امام ابن ماجہ نے اپنی سنن میں حدیث نمبر: ۳۹۴۰ پر، امام علی متقی نے کنز العمال میں حدیث نمبر: ۹۰۹ پر نیز دیگر محدثین نے اپنی کتب میں نقل فرمایا۔



امر کسی برہان (دلیل) کا محتاج نہیں۔ تمام اہل ہوا (فلس پست) باوجود یکہ بہتر فرقے ہیں۔ اگر تم دیکھو تو وہ اہلسنت کے دسویں حصہ کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔ رہا مجتہدین اور اسی طرح صوفیائے کرام اور محدثین عظام اور قراء اعلام کا باہمی اختلاف تو ایسا ہے کہ جس کی وجہ سے کوئی ایک دوسرے کی تھلیل نہیں کرتے۔ (یعنی ایک دوسرے کو گمراہ قرار نہیں دیتے)

معیار حقانیت

حدیث شریف میں حقانیت کی دلیل اپنی ذات اور صحابہ کرام کو بتایا چنانچہ

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "تَفَرَّقَ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً" قَالُوا: مَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: "مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي"۔ (مشکوٰۃ بالاعتصام بالسنة، رواه الترمذی)

ترجمہ: عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی جن میں سے سوائے ایک فرقہ کے باقی سب جہنم میں جائیں گے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ وہ کون لوگ ہوں گے؟ تو ارشاد فرمایا کہ جو لوگ میرے اور میرے اصحاب کے طریقہ پر ہوں گے۔

فائدہ

اس حدیث شریف میں تہتر فرقوں (۷۳) کے اصولی گروہ مراد ہے ورنہ ان کے فروع کی تعداد تو کہیں اس سے زائد ہے مثلاً خود شیعہ رافضی کے فروعی فرقے تقریباً ستر، اسی ہیں جس کی تفصیل فقیر کی تصنیف ”آئینہ شیعہ مذہب“ میں دیکھئے اور اس وہابیت کے بھی کئی ٹولے ہیں مثلاً وہابی غیر مقلد، وہابی دیوبندی، مودودی، تبلیغی وغیرہ۔ تفصیل فقیر کی کتاب ”ابلیس تا دیوبند“ میں دیکھئے۔

فائدہ

”تہتر فرقوں (۷۳)“ میں ”بہتر (۷۲)“ کا جہنمی ہونا لازمی امر ہے ورنہ حدیث شریف کا مفہوم معاذ اللہ غلط ثابت ہوگا اور یہ سب کو معلوم ہے دنیا بدل سکتی ہے لیکن فرمان نبوی نہیں بدل سکتا۔ اسی لئے اس حدیث شریف کے مطابق ہر فرقہ اپنے لئے مدعی ہے کہ ہم ناجی ہیں باقی سب ناری۔ لیکن فقیر اویسی غفرلہ کہتا ہے کہ اسی حدیث میں ناجی ہونے کا

(۱) یہ صحیح حدیث ہے۔ اس حدیث شریف کو امام حاکم نے مستدرک میں حدیث نمبر: ۴۰۸ پر، امام ترمذی نے اپنی سنن میں حدیث نمبر: ۲۵۶۵ پر، اور امام ترمذی کے حوالے سے امام تہریزی نے مشکوٰۃ میں حدیث نمبر: ۱۷۱ پر نقل فرمایا۔



ثبوت موجود ہے۔

(۱) ظاہر ہے کہ جس وقت یہ حدیث شریف سرکارِ مدینہ ﷺ نے بیان فرمائی تو یہ گروہ بندی اور فرقہ پرستی نہیں تھی۔ بلکہ آپ ﷺ کے وصال شریف کے بعد امت کا شیرازہ منتشر ہوا ہے اور یہ خبر غیب سے تعلق رکھتی ہے اور بحمدہ تعالیٰ نبی اکرم ﷺ کے لئے علم غیب کا عقیدہ صرف اور صرف ہم اہلسنت کا ہے باقی فرقے اولاً سرے سے اس حدیث شریف کے منکر ہیں۔ جیسے منکرین حدیث (چکڑالوی، نیچری، پرویزی، مرزائی) اگر بعض فرقے اس حدیث شریف کو مانتے ہیں تو ضعیف قرار دے کر ٹھکرا دیتے ہیں۔ جیسے غیر مقلد، غلام خانی، نیچری، مودودی، ڈالڈے دیوبندی طوعاً کرہاً مانتے ہیں لیکن بحیثیت علم غیب نبوی کے نہیں بلکہ ویسے ہی۔

(۲) ناجی ہونے کے لئے خود حضور ﷺ تعین فرمایا کہ ”مَا آتَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي“ یعنی ”ناجی وہ فرقہ ہے جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں“ تمام گمراہ فرقے کہتے ہیں کہ صرف اعمال مراد ہیں۔ اسی لئے وہ خوش ہیں کہ اعمالِ صالحہ پر وہ اسی طرح ہیں جیسے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا معمول تھا۔ بلکہ وہ عوام کو دکھانا چاہتے ہیں کہ ان کی زندگی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عملی نمونہ ہے۔ لیکن ان کا یہ خیال غلط اور بالکل غلط ہے۔ اس لئے کہ صرف اعمالِ صالحہ مراد ہیں تو پھر منافقین میں بھی صحابہ جیسے اعمالِ صالحہ تھے۔ بلکہ ظاہری اعمال ان سے بڑھ کر تھے۔ لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرَكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ“ (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۱۳۵) یعنی ”منافقین جہنم کے سب سے نچلے درجہ میں ہوں گے“ ثابت ہوا کہ ”مَا آتَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي“ سے عقائد مراد ہیں اور ان کے ساتھ اعمالِ صالحہ ضروری ہیں۔ چنانچہ اس کی مزید تشریح فقیر کے رسالہ ”تحفۃ الاخوان فی شعب الایمان“ میں دیکھئے۔ نبی پاک شہ لولاک ﷺ کے عطا کردہ عقائد جن پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے زندگی بسر فرمائی بحمدہ تعالیٰ وہ جملہ اہلسنت کو نصیب ہیں۔ اس کے دلائل فقیر کی تحریر کردہ تفسیر ”تفسیر اویسی“ میں ہیں یا پھر دیکھئے فقیر کی کتاب ”الاصابہ فی عقائد الصحابہ“

فائدہ

ان دونوں دلیلوں سے واضح ہوا کہ ”بہتر فرقوں“ نے لازماً جہنم میں جانا ہے۔ لیکن اس کا واضح ثبوت اور یقینی امر اُس وقت ہوگا۔ جب ہم میدانِ حشر میں حاضر ہونگے۔ اس کے باوجود احادیث مبارکہ میں حضور سرورِ عالم ﷺ نے جملہ بد مذہب کی علامات اور نشانیاں بیان فرمائی ہیں۔ ان تمام مذاہب سے شریر ترین فرقہ وہابیہ، دیوبندیہ کا بتایا۔ صرف اسی فرقہ کی علامات اپنی کتاب ”دیوبندی وہابی کی نشانی“ اور ”دیوبندیوں کی فوٹو کاپی“ میں تفصیل سے عرض کر دی ہیں۔



اہلسنت کی حقانیت کے معیار کی تفصیل

نبی پاک ﷺ نے سینکڑوں سال پہلے ”تہتر فرقوں“ کی خبر دی جو آج ہمارے سامنے وہ خبر معجزے کے طور ظاہر ہے اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ اُن میں سے بہتر فرقے دوزخی ہیں۔ صرف ایک جنتی ہے اسکی مزید تشریح تو آئیگی یہاں پر صرف جنتی گروہ کی گواہیاں اُن شخصیات کی پیش کروں جن پر خود اسلام کو ناز ہے اور مسلمان کا بچہ بچہ یقین رکھتا ہے۔ اُن کی گواہی حق اور سچ ہے۔ تمام دنیا کے لوگ غلط ہو سکتے ہیں لیکن یہ محبوبانِ خدا کبھی غلط بات نہیں کر سکتے۔

حضور سیدنا غوثِ اعظم شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ”یہ سب تہتر فرقے بنتے ہیں۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے خبر دی ہے اور ان میں سے اہلسنت و جماعت ہی ناجی گروہ ہے۔“ (غنیۃ الطالبین)

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ”اہل سنت و جماعت ہی نجات پانے والا فرقہ ہے اور یہی وہ فرقہ ہے جو اپنی رائے اور عقل کو میزانِ قرآن سے تولتا ہے۔“ (مغربات غزالی)

غوثِ صمدانی حضرت شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ”بیشک چاروں ائمہ مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور اُن کے مقلدین ہی ظاہر و باطن میں اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں۔“ (المیزان الکبریٰ)

حضرت امام سُفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ”سوادِ اعظم سے وہی مراد ہیں جو اہلسنت و جماعت کہلاتے ہیں۔“

خاتمِ المحققین حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بالجملہ دین اسلام میں مذہبِ اہلسنت و جماعت ہی سوادِ اعظم ہے۔

قطبِ ربانی سید محمد ابولہدی آفندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ”نجات پانے والا گروہ اہلسنت و جماعت ہے جو افضل طریقہ پر قائم ہیں اور افراط و تفریط (اوج و نچ) کو چھوڑ کر درمیانہ (دُرسٹ) مرتبہ پر ٹھہرے ہوئے ہیں۔ ان کے افعال و اقوال اعتدال کے ترازو میں تلے ہوئے ہیں۔“

قطبِ العارفین حضرت عبدالعزیز دہباز رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار فرمایا ”بندہ کو فتح نصیب ہی نہیں ہوتی۔ جب تک کہ اہل سنت و جماعت کے عقیدہ پر نہ ہو اور اللہ کا ایک بھی ولی کسی دوسرے عقیدہ پر نہیں ہوا اور فرمایا کرتے تھے مجھے اہلسنت سے بہت زیادہ محبت ہے اور دعا فرمایا کرتے تھے کہ میرا خاتمہ اہلسنت پر ہو۔“ (الابرار، صفحہ ۳۹، جلد ۲)

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ”اس بارے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ ناجی گروہ اہلسنت و



جماعت ہی ہے۔“ (مرقات)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سواۃً اعظم یعنی بڑی جماعت کی پیروی کرو اور جب مذاہب اربعہ (حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی) کے سوا باقی سب ختم ہو گئے تو ان کی اتباع ہی سواۃً اعظم کا اتباع ہے اور ان سے نکلنا سواۃً اعظم سے نکلنا ہے۔ (عقد الجید)

خاتم المحدثین حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اہلسنت وجماعت کے مختلف مذاہب جیسے عقائد میں اشعریہ و ماتریدیہ اور فقہ میں حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی اور تصوف و سلوک میں قادری، نقشبندی، چشتی، سہروردی۔ یہ فقیر (شاہ عبد العزیز صاحب) ان سب کو برحق جانتا ہے۔ (فتاویٰ عزیز یہ)

امام ربانی حضرت مجتہد دالہ ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نجات کا طریقہ اہلسنت وجماعت کی متابعت میں ہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ اہلسنت کے اقوال و افعال اور اصول و فروع میں برکت مرحمت فرمائے کیونکہ ناجی فرقہ یہی ہے۔ اور اس کے سوا باقی سب فرقے خرابی کا شکار ہیں اور اس ہلاکت کا خواہ آج کسی کو علم نہ ہو۔ لیکن کل بروز قیامت یہ راز سب پر گھل جائے گا۔ لیکن فائدہ نہ ہوگا محض اپنے فضل و کرم سے ہمیں نجات پانے والے گروہ (ناجی فرقہ) میں شامل فرمایا جو اہلسنت وجماعت ہے۔ (مکتوبات امام ربانی)

مزید حوالہ جات کے لئے فقیر کی کتاب ”مذہب حق اہلسنت ہیں“ دیکھئے۔ اسی لئے ہمارا یقین ہے آج دنیا میں جس طرح اہلسنت کے چہرے دکھتے محسوس ہوتے ہیں۔ ایسے ہی انشاء اللہ تعالیٰ قیامت میں روشن چہرے اہلسنت کو نصیب ہونگے۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ“ (پارہ ۴، رکوع ۲، آل عمران آیت ۱۰۶)

ترجمہ: روزِ محشر کچھ چہرے روشن اور کچھ چہرے سیاہ ہوں گے۔

فائدہ

اس آیت کے تحت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مرفوعاً اور ابو سعید خدری بھی مرفوعاً سید المفسرین حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما موقوفاً فرماتے ہیں:

”قَالَ تَبْيَضُّ وُجُوهُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَتَسْوَدُّ وُجُوهُ أَهْلِ الْبِدْعِ وَالضَّلَالَةِ“

(تفسیر فتح القدیر للشوکانی، جلد ۱، صفحہ ۳۷۱، تفسیر ابن کثیر، جلد ۱، صفحہ ۳۹۰)

(تفسیر درمنثور جلد ۲، صفحہ ۶۳، تاریخ بغداد للخطیب، جلد ۷، صفحہ ۳۹۰)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ (قیامت کے دن) روشن چہرے اہل سنت وجماعت کے



ہوں گے اور منہ کا لے تمام نوپید گمراہ فرقوں کے ہوں گے۔“

پس ثابت ہوا تمام فرقے یکساں نہیں بلکہ اہلسنت مذہب حق ہے باقی تمام نوپید فرقے گمراہ ہیں۔

حق پر صرف اہلسنت ہیں

صحیح عقائد کے بغیر نجات ناممکن ہے تو لازم ہے کہ ہم نجات کے لئے صحیح عقائد کی تلاش کریں کیونکہ جتنے گمراہ فرقے ہیں سب کے سب مدعی ہیں کہ ہم حق پر ہیں اور ہر ایک کا دعویٰ قرآن و حدیث کی روشنی پر مبنی ہے۔ بلکہ بظاہر دیکھا جائے تو ہر مدعی اپنی بد مذہبی پر بیشمار قرآن و احادیث کے دلائل کے انبار لگا دیتا ہے۔ مرزائیوں کو دیکھو ہر مسئلہ پر درجنوں آیات اور سینکڑوں احادیث فرفر کر کے سنا دیتے ہیں۔ وہابی کو دیکھو بیشمار آیات و احادیث پڑھ کر سنا دیتا ہے بلکہ اُن کے چھوٹے چھوٹے بچے بھی اپنے کو ایسے بہتر سلیقے سے پڑھ کر سنا دیتے ہیں گویا ”مادر زاد“ حافظ القرآن و الحدیث ہیں۔ حالانکہ وہ تمام کے تمام دلائل حقیقت سے کوسوں دُور ہوتے ہیں صرف ایک مثال حاضر ہے۔

حکایت

ہمارے ایک دوست تقریر کرتے ہوئے کہہ بیٹھے ”مدینہ پاک“، ”غوث پاک“ وغیرہ وغیرہ تو جلسے میں ایک وہابی دیوبندی کھڑا ہو گیا اور کہا کہ مولانا صاحب آپ نے مدینہ، غوث، رسول کے لفظ کے ساتھ لفظ ”پاک“ کہہ کر بہت بڑا شرک کیا۔ اس لئے کہ پاک تو صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور آپ نے غیروں کو پاک کہہ دیا۔ ہمارے مولانا نے پوچھا وہ کیسے؟ اُس نے کہا کہ مندرجہ ذیل آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو کہا ہے مثلاً

”سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ“ (پارہ ۱۵، سورہ بنی اسرائیل، آیت ۱) سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا (پارہ ۲۵، سورہ

الاحرف، آیت ۱۳) سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُصِفُونَ (پارہ ۲۳، سورہ الصفات، آیت ۱۵۹) سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ

(پارہ ۲۳، سورہ الصفات، آیت ۱۸۰) سُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ (پارہ ۲۱، سورہ الروم، آیت ۳۰)۔

اس طرح کی کئی آیات پڑھ ڈالیں۔ ہماری عوام بکی بکی ہو گئی کہ وہابی دیوبندی قرآن کی درجنوں آیات پڑھ رہا ہے اسی لئے واقعی مدینہ، بغداد، رسول وغیرہ وغیرہ کو ”پاک“ کہنا شرک ہوگا۔

ہمارے مولانا نے فرمایا ”وہابی جی“ پاک کا اطلاق غیر اللہ پر شرک ہے تو بتائیے تم نے کھانا کھایا وہ پلید یا پاک۔ وہابی نے کہا پاک، پھر پوچھا پانی، اس نے کہا پاک، پھر پوچھا تمہارا کپڑا کہا پاک، پھر پوچھا تمہارے نماز پڑھنے کا مصلیٰ، کہا پاک، اسی طرح بیسیوں مثالیں گنوائیں، تمام پروہابی کہتا گیا پاک۔



اب ہماری عوام کی آنکھ کھلی کہ یہ لوگ اس طرح سے دھوکہ دے کر قرآنی آیات پڑھ کر غلط مطلب بیان کرتے ہیں چنانچہ اس پروہابی کو جلسہ سے بھاگنا پڑا اسی طرح کا حال ہر بد مذہب کے دلائل کا ہے۔

بد مذہب کی نشاندہی

اِنِّی سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: "سَيَخْرُجُ قَوْمٌ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ اَحْدَاثُ الْاَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْاَحْلَامِ یَقُوْلُوْنَ مِنْ قَوْلِ خَیْرِ الْبَرِیَّةِ لَا یُجَاوِزُ اِیْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ یَمُرُّوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمَا یَمُرُّ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِیَّةِ فَاَیْنَمَا لَقِیْتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ فَاِنَّ فِی قَتْلِهِمْ اَجْرًا لِّمَنْ قَتَلَهُمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ"۔

(بخاری شریف، جلد ۲، صفحہ ۲۲۳)

ترجمہ : میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ اخیر زمانے میں نوعمر اور کم سمجھ لوگوں کی ایک جماعت نکلے گی۔ بظاہر وہ اچھی باتیں (احادیث نبویہ) بیان کریں گے۔ لیکن ایمان اُن کے طلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے کمان سے تیر۔ پس تم انہیں جہاں پانا قتل کر دینا کہ قیامت کے دن اُن کے قاتل کے لئے بڑا اجر و ثواب ہے۔

فریاد رس اور مشکل کشا نبی ﷺ

حدیث شریف میں ہے جسے امام بیہقی نے صالح کے ساتھ ”دلائل“ میں اور دیلمی نے ”مسند الفردوس“ میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرمائی کہ سرکارِ دو عالم ﷺ کی خدمت میں ایک اعرابی نے حاضر ہو کر عرض کی:

اَتَيْتَاكَ وَالْعَذْرَاءُ يَدْمِيُ لَبَانَهَا
وَأَلْقَى بِكَفِّهِ الصَّبِيُّ اسْتِغَاثَةً
وَلَا شَيْءَ مِمَّا يَأْكُلُ النَّاسُ عِنْدَنَا
وَلَيْسَ لَنَا إِلَّا إِلَيْكَ فِرَارُنَا
وَقَدْ شَغَلْتُ أُمَّ الصَّبِيِّ عَنِ الطِّفْلِ
مِنَ الْجُوعِ ضَعْفًا مَا يَمُرُّ وَلَا يُخْلَى
سِوَى الْحَنْظَلِ الْعَامِي وَالْعُلْهَزِ الْفَسْلِ
وَأَيْنَ فِرَارُ النَّاسِ إِلَّا إِلَى الرَّسْلِ

یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ کی خدمت میں شدتِ قحط کی ایسی حالت میں حاضر ہوئے کہ وہ کنواری لڑکیاں ہیں کہ

(۱) اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں حدیث نمبر: ۶۴۱۸ پر، امام نسائی نے اپنی سنن میں حدیث نمبر: ۳۰۳۳ پر، امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں حدیث نمبر: ۱۰۳۲ پر اور دیگر محدثین نے اپنی کتب میں نقل فرمایا۔

(۲) اس حدیث کو امام بیہقی نے دلائل النبوة میں حدیث نمبر: ۲۳۸۶ (۱۴۱/۶) پر، امام طبرانی نے کتاب الدعاء میں حدیث نمبر: ۲۰۶۰ پر، امام علی متقی نے کنز العمال میں حدیث نمبر: ۲۳۵۳۸ پر نیز دیگر محدثین نے اپنی کتب میں نقل فرمایا۔



جنہیں اپنے والدین عزیز رکھتے ہیں۔ ناداری کے باعث خادمہ رکھنے کی طاقت نہیں۔ کام کاج کرتے کرتے اُن کے سینے شک ہو گئے۔ اُن کی چھاتیوں سے خون بہہ رہا ہے۔ مائیں بچوں کو بھول گئی ہیں۔ جوان قوی کو اگر کوئی لڑکی دونوں ہاتھوں سے دھکا دے تو ضعف میں گر نکلی سے عاجزانہ زمین پر ایسے گر پڑتا ہے کہ منہ سے کڑوی میٹھی کوئی بات نہیں نکلتی تو ہمارا حضور کے سوا کوئی نہیں جس کے پاس مصیبت میں بھاگ کر جائیں۔ اور آپ مخلوق کے بارے میں جانتے ہیں۔ یہ فریاد سن کر بہ عجلت منبر پر جلوہ فرما ہوئے۔ دونوں ہاتھ مبارک بلند فرما کر اپنے رب عزوجل سے پانی مانگا۔ ابھی آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک گلوئے پر نور (گردن شریف کا حصہ) تک نہ آئے تھے کہ آسمان بجلیوں کے ساتھ اُٹا اور بیرون شہر کے لوگ فریاد کرتے آئے کہ یا رسول اللہ! ہم ڈوب رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ”اے بادل ہمارے ارد گرد برس ہم پر نہ برس“ فوراً! ابر مدینہ پر سے کھل گیا۔ جو آس پاس گھیرا تھا۔ مدینہ پر سے کھلا ہوا۔ یہ ملاحظہ فرما کر حضور ﷺ مسکرائے اور فرمایا ”اللہ کیلئے ہے خوبی۔ ابوطالب اس وقت زندہ ہوتا تو اُس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔ کون ہے جو ہمیں اُس کے اشعار سُنائے؟“ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ شاید حضور ﷺ یہ اشعار سُنتا چاہتے ہیں۔ جو ابوطالب نے آپ کی نعت میں عرض کئے۔

وَأَبْيَضَ لِيَسْتَسْقَى الْغَمَامُ بَوَّجْهِهِ
ثِمَالُ الْيَتَامَى عَصْمَتُهُ لِلْأَرَابِلِ
يَلُودُ بِهِ الْهَلَالُ مِنْ آلِ هَاشِمٍ
فَهُمْ عِنْدَهُ فِي نِعْمَةٍ وَقَوَّاصِلِ

ترجمہ: وہ گورے رنگ والے کہ اُن کے منہ کے صدقہ میں ابر کا پانی مانگا جاتا ہے۔ یتیموں کی جائے پناہ، بیواؤں کے نگہبان، بنی ہاشم جیسے غیور لوگ تباہی کے وقت اُن کی پناہ میں آتے ہیں۔ اُن کے پاس اُن کی نعت و فضل میں بسر کرتے ہیں۔ اشعار سن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ”اجْعَلْ ذَلِكَ أَرْدَتْ“ (ہاں اسی کا میں نے ارادہ کیا)

صحابہ کرام اور تابعین کی مشکل کشائی

مشکوٰۃ شریف میں ہے:

”عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ قَالَ: قُحِطَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ قُحْطًا شَدِيدًا فَشَكُّوا إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالَتْ: أَنْظَرُوا قَبْرَ النَّبِيِّ ﷺ فَاجْعَلُوا مِنْهُ كَوِيًّا إِلَى السَّمَاءِ حَتَّى لَا يَكُونَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ سَقْفٌ، فَفَعَلُوا



فَمَطَرُوا مَطَرًا حَتَّى نَبَتَ الْعُشْبُ وَسَمِنَتِ الْإِبِلُ حَتَّى تَفْتَقَتْ مِنَ الشَّحْمِ فَسُمِيَ عَامَ الْفَتْحِ ۚ

(رواہ الدارمی، مشکوٰۃ، صفحہ ۵۲۵)

ترجمہ: ابو جواز سے روایت ہے کہ مدینہ طیبہ (زادہ اللہ تشریفاً) میں سخت قحط پڑ گیا۔ لوگوں نے اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے شکایت کی آپ نے فرمایا نبی ﷺ کی قبر مبارک کو دیکھ کر اس کے مقابل آسمان کی جانب سوراخ کر دو یہاں تک کہ قبر اظہر اور آسمان کے درمیان حجاب نہ رہے۔ پس انہوں نے ایسا ہی کیا اور اُس زور کی بارش ہوئی کہ خوب سبزہ پیدا ہوا اور اونٹ فر بہ ہو گئے اور اُن کی چربی پھٹی جاتی تھی اور اُس سال کو لوگ خوشحالی کا سال کہنے لگے۔

تبصرہ اویسی

حدیث ہذا سے فقیر نے ذیل طریق سے استدلال کیا ہے۔

(۱) اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس یہ لوگ بارش کی شکایت لے کر کیوں گئے۔ براہ راست اللہ تعالیٰ سے دعا کیوں نہ مانگی حالانکہ جانے والے اکثر صحابہ و تابعین تھے جن پر خیر القرون کی مہر ثبت ہے اور وہ احادیث استسقاء کو ہم سے زیادہ جانتے تھے۔ اُن کو مشکل پڑی تو اُم المؤمنین کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ معلوم ہوا کہ مشکل کے وقت محبوبانِ خدا کے پاس جانا عین اسلام اور سنت صحابہ و تابعین ہے۔

(۲) اگر وہ مشکل کے وقت اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے تو پھر اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا کو چاہیے تھا کہ انہیں نمازِ استسقاء (بارش کے حصول کے لئے جو نماز پڑھی جاتی ہے) پڑھنے کا حکم دیتیں۔ جو طریقہ نبوی ﷺ کے مطابق تھا۔ قبر انور کو آسمان کے بالمقابل کرنے کا حکم کیوں دیا کیا اس حدیث سے یہ مستنبط (ثابت) نہیں ہوتا کہ اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا کو یقین تھا کہ اگر قبر شریف آسمان کے بالمقابل ہو جائے تو اُس وقت بارش ہو جائے گی ورنہ نہیں۔ یہی وہ کام ہے جسے مخالف مافوق الاسباب کے چکر دیتا ہے۔ اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا نے ثابت فرمادیا کہ وسیلہ ہوتا ہے، فوق الاسباب میں ہے اور یہی فوق الاسباب معجزہ ہے یا کرامت جس سے مخالف کوتاہ حال انکار ہے اور بفضلہ تعالیٰ یہی طریقہ نجدی دور سے پہلے ہر دور میں جاری رہا ملاحظہ ہو۔ (وفاء الوفاء، جذب القلوب وغیرہ)

(۳) اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا نے اس امر کو یقین اور مافوق الاسباب میں نبی ﷺ کی قبر انور سے استعانت کی ہے جسے

(۱) اس حدیث کو امام دارمی نے اپنی سنن میں حدیث نمبر: ۹۳ (۱/۱۰۸) پر اور ان کے حوالے سے امام ترمذی نے مشکوٰۃ شریف میں حدیث نمبر ۵۹۵۰ پر نقل فرمایا۔



مخالفین امر تکوینیہ اور مافوق الاسباب امور میں استعانت کو شرک کہتے ہیں۔

(۴) قبر انور کے نزدیک دعاما نگننے سے بارش کا حاصل ہو جانا سبب عادی ہے یا غیر عادی؟ اگر سبب عادی ہے تو ہر قبر کے پاس دعاما نگننے سے بارش کیوں نہیں ہوئی اور حضرت معروف کرنی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دعاما نگننے سے بارش کے حصول میں اُن کی کیا خصوصیت باقی رہی اور علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کا اسے اُن کے فضائل میں ذکر کرنا کس طرح صحیح ہوگا۔ جس طرح آگ حرارت کے لئے سبب عادی ہے اور ہر آگ سے حرارت حاصل ہوتی ہے اسی طرح ہر قبر کے پاس دعا کرنے سے بارش کیوں نہیں ہوتی اور اگر یہ سبب عادی نہیں یہ فوق الاسباب ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ فوق الاسباب امور میں بھی غیر اللہ سے استعانت جائز ہے۔

(۵) اس سے ثابت ہوا کہ اپنی حاجات اور مشکلات میں قبر پر جا کر دعاما نگنا اور صاحب قبر کو وسیلہ بنانا یہ عہد صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے معمولات سے ہے۔

صحابی یا وہابی؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین دکھ درد کا مداوا رسول اللہ ﷺ کو سمجھتے چنانچہ حدیث شریف میں ہے

”عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ رَأَيْتُ اثْرَ ضَرْبَةٍ فِي سَاقِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا مُسْلِمٍ مَا هَذِهِ الضَّرْبَةُ؟ قَالَ: ضَرْبَةٌ أَصَابَتْنِي يَوْمَ خَيْبَرَ، فَقَالَ النَّاسُ أَصِيبَ سَلَمَةُ، فَاتَّيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَنَفَقَتْ فِيهِ ثَلَاثَ نَفَّاتٍ فَمَا اشْتَكَيْتُهَا حَتَّى السَّاعَةِ“۔ (رواہ البخاری، مشکوٰۃ شریف، صفحہ ۵۳۳)

ترجمہ: یزید بن ابی عبید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سلمہ بن اکوع (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی پنڈلی پر چوٹ کا نشان دیکھا میں نے اُن سے پوچھا کہ اے ابو مسلم یہ کیسی چوٹ ہے اُنہوں نے کہا کہ یوم خیبر کو مجھے شدید چوٹ لگی یہاں تک کہ لوگوں نے کہا سلمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) شہید ہو گئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پہنچا آپ ﷺ نے تین دفعہ دم فرمایا اور اُس دم کی برکت سے کبھی تکلیف نہیں ہوئی۔

فوائد

اس بات سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بڑی سے بڑی مشکلات کے وقت حضور نبی پاک ﷺ کے

(۱) اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں حدیث نمبر: ۳۸۸۳ پر، امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں حدیث نمبر: ۳۳۹۶ پر، امام بیہقی نے دلائل النبوة میں حدیث نمبر: ۱۶۰۵ پر نیز دیگر محدثین نے اپنی کتب میں نقل فرمایا۔



در بارہ بار میں حاضری کو عین اسلام سمجھتے اور اُن کی مشکلیں حل ہو جاتیں۔

اُن کی حاضری پر حضور نبی پاک ﷺ بھی کرم نوازی فرما کر انہیں اُن کے کام بتا دیتے اگر ایسے امور شرک ہوتے تو حضور ﷺ انہیں منع فرماتے۔

دُکھ درد پر دم درود کرنا اور جھاڑ پھونک کا عمل سنتِ رسول اللہ ﷺ ہے۔ جو اسے شرک و بدعت اور ناجائز کہے وہ اپنے ایمان کی خیر منائے۔

برکات سے دکھ درد دور

اہلسنت نبی پاک ﷺ و دیگر انبیاء علیہم السلام، صحابہ کرام اور اہلبیت عظام اور اولیاء کرام کے تبرکات سے فیوض و برکات حاصل کرتے ہیں۔ نجدی، وہابی، دیوبندی اسے شرک کہتے ہیں اس کا فیصلہ سنئے

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ، قَالَ: أَرْسَلَنِي أَهْلِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ بِقَدَحٍ مِّنْ مَّاءٍ وَكَانَ إِذَا صَاحِبُ الْإِنْسَانِ عَيْنَ أَوْشَى بَعَثَ إِلَيْهَا مَخَضِبَةً فَأَخْرَجَتْ مِنْ شَعْرِ رَسُولِ اللَّهِ أَوْ كَانَتْ تَمْسُكُهُ فِي جِلْجَلٍ مِّنْ فِضَّةٍ فَخَضَخَضَتْهُ لَهُ فَشَرِبَ مِنْهُ ۚ (بخاری، مشکوٰۃ، صفحہ ۳۹۰)

ترجمہ: حضرت عثمان بن عبد اللہ بن موبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے گھر والوں نے حضرت اُم المؤمنین سلمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں پانی کا ایک پیالہ دیکر بھیجا اور لوگوں کی عادت تھی کہ جس کسی شخص کی آنکھ میں یا کسی اور جگہ زخم پہنچتا تو آپ کے پاس تعارف دے کر بھیجتے پس اُم المؤمنین حضور ﷺ کے موئے مبارک نکال لیتیں جنہیں وہ گھنٹی کی شکل کی ایک چاندی کی ڈبیا میں رکھا کرتی تھیں۔ پس وہ اُس ڈبیا کو پانی میں ڈال کر نکال لیتیں پس وہ شخص اُس پانی کو پیتا۔

فَأَخْرَجَتْ إِلَيَّ جُبَّةً طَيَّالِسَةً كَسَرَوَانِيَّ لَهَا لَبَنَةٌ دِيْبَا جٍ وَفَرَجِيَّهَا مَكْفُوفَيْنِ بِالذِّبَا جِ، فَقَالَتْ: هَذِهِ كَانَتْ عِنْدَ عَائِشَةَ حَتَّى قُبِضَتْ فَلَمَّا قُبِضَتْ قَبِضْتُهَا وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبِسُهَا فَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرَضَى يُسْتَشْفَى بِهَا ۚ (رواہ مسلم)

(۱) الفاظ مشکوٰۃ شریف کے ہیں۔ اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں حدیث نمبر: ۵۳۳۶ پر، اور امام بخاری کے حوالے سے امام ترمذی نے مشکوٰۃ شریف میں حدیث نمبر: ۳۵۶۸ پر نقل فرمایا۔

(۲) اس حدیث کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں حدیث نمبر: ۳۸۵۵ پر، امام مسلم کے حوالے سے امام بیہقی نے شعب الایمان میں حدیث نمبر: ۵۸۴۵ پر اور دیگر محدثین نے اپنی کتب میں نقل فرمایا۔



ترجمہ: حضرت اسماء بنت ابی بکر سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک طپاسی کروانی جبہ نکلا جس کا ریشمی تھیں اور فرمانے لگیں کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا جبہ ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا۔ پس جب ان کی وفات ہو گئی تو میں نے اُسے حاصل کر لیا جسے نبی کریم ﷺ پہنا کرتے تھے پس ہم بیماروں کے لئے اسے دھوتے ہیں اور اسی جبہ کے توسل سے اُن کے لئے شفاء طلب کرتے ہیں۔

فوائد الحدیث

معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے پہنے ہوئے کپڑوں اور آپ ﷺ کے موئے مبارک (بال مبارک) اور آپ ﷺ کی پھونک سے لوگ شفاء حاصل کرتے تھے۔ اب غور طلب امر یہ ہے کہ لباس، بال اور پھونک حصولِ شفاء کے لئے سببِ عادی ہے یا غیر عادی۔ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عادۃً لباس، بال اور پھونک کو حصولِ شفاء کے لئے پیدا نہیں فرمایا اور اگر عادۃً ان کی خلق حصولِ شفاء کے لئے ہوتی تو چاہیے کہ ہر ایک کے لباس، بال اور پھونک سے شفاء حاصل کی جائے۔ جس طرح عادتا جڑی بوٹیوں اور دواؤں کی خلق حصولِ شفاء کے لئے ہے اور وہ شفاء کے لئے سببِ عادی ہیں۔ لیکن لباس وغیرہ حصولِ شفاء کے لئے ہرگز سبب نہیں ہیں اور یہ ایسا واضح ہے کہ کسی کو ذرہ برابر بھی شبہ نہیں اور آپ ﷺ کے لباس وغیرہ سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا شفاء حاصل کرنا اور اپنی بیماریوں اور تکلیفوں میں نبی ﷺ کی طرف رجوع کرنا اور آپ ﷺ سے مدد حاصل کرنا۔

اختیارِ کل

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ جُمُعَةٍ فَقَامَ النَّاسُ فَصَاحُوا فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَطَطَ الْمَطَرُ وَاحْمَرَّتْ الشَّجَرُ وَهَلَكْتُ الْبَهَائِمُ فَادْعُ اللَّهَ يَسْقِينَا فَقَالَ اللَّهُمَّ اسْقِنَا مَرَّتَيْنِ وَابْنِمْ اللَّهُ مَا نَرَى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً مِنْ سَحَابٍ فَنَشَأَتْ سَحَابَةٌ وَأَمْطَرَتْ وَنَزَلَ عَنِ الْمِنْبَرِ فَصَلَّى فَلَمَّا انْصَرَفَ لَمْ تَزَلْ تُمْطِرُ إِلَى الْجُمُعَةِ الَّتِي تَلِيهَا فَلَمَّا قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ صَاحُوا إِلَيْهِ تَهَدَّمَتِ الْبُيُوتُ وَانْقَطَعَتْ السُّبُلُ فَادْعُ اللَّهَ يَحْبِسُهَا عَنَّا فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا فَكَشَطَتْ الْمَدِينَةُ فَجَعَلَتْ تُمْطِرُ حَوْلَهَا وَلَا تُمْطِرُ بِالْمَدِينَةِ قَطْرَةً فَانْظَرْتُ إِلَى الْمَدِينَةِ وَإِنَّهَا لَفِي مِثْلِ الْإِكْلِيلِ ۝

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ پس لوگ آپ ﷺ کی طرف متوجہ ہو کر کھڑے ہوئے اور شدتِ تکلیف سے فریاد کرتے ہوئے چیخ اٹھے اور انہوں نے عرض



کی یا رسول اللہ ﷺ بارش بند ہے۔ جس کی وجہ سے قحط پڑ گیا ہے، درخت خشک ہو کر اُن کا رنگ بدل کر سُرخ ہو گیا، موسیٰ ہلاک ہو گئے۔ پس آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ بارش برسائے تو حضور ﷺ نے فرمایا ”یا اللہ ہمارے لئے بارش برسا دے“ اسی طرح دوبار فرمایا اللہ تعالیٰ کی قسم اُس وقت حالت یہ تھی کہ ہمیں آسمان میں بادل کا نشان تک دکھائی نہ دیتا تھا پس حضور ﷺ کے اِس طرح فرمانے سے بہت عظیم بادل چھا گیا اور فی الفور برسنے لگا۔ حضور ﷺ منبر سے اترے اور آپ ﷺ نے نماز پڑھائی پس جب لوٹے تو بارش بند نہ ہوئی۔ دوسرے جمعہ تک برسی رہی پس جب دوسرے جمعہ کے روز حضور ﷺ خطبہ ارشاد فرمانے لگے تو لوگ چیخ اُٹھے اور فریاد کی: مکان گر گئے، زیادہ پانی کی وجہ سے راستے بند ہو گئے۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ وہ ہم سے بارش کو روک دے۔ پس حضور ﷺ مسکرائے اور فرمایا ”اے اللہ ہمارے گرد و نواح میں ہو ہم پر نہ ہو“۔ پس فوراً مدینہ پر سے بادل چھٹ گیا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ بادل کو انگلی کے اشارے جس طرح بٹنے کا اشارہ فرماتے بادل اُسی طرف ہٹ جاتا پس بارش ہمارے گرد و نواح میں برسنے لگی اور مدینہ منورہ پر ایک قطرہ بارش کا نہ گرتا پس میں نے مدینہ منورہ کو دیکھا کہ گویا وہ تاج پہنے ہوئے ہے۔ کیونکہ مدینہ منورہ کے گرد بادل چھایا ہوا تھا اور مدینہ منورہ پر سورج چمک رہا تھا جس کی کرنوں سے مختلف رنگوں میں چمکتا نظر آ رہا تھا۔

بزم قہضان اور پستہ
www.faizahmedowaisi.com

فوائد

- (۱) مشکل کے وقت مشکل کشائی کے لئے بارگاہ رسالت میں اجتماعی طور سے فریاد کرنا سنت اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کا طریقہ ہے۔
- (۲) سرکارِ دو عالم ﷺ کی شفاعت اِس دنیا میں بھی ہماری مشکل کشائی اور حاجت روائی کا ذریعہ ہے اور آپ ﷺ کا وسیلہ پکڑنے سے مخلوق کی پکار اور فریاد یقیناً سنی جاتی ہے اور مقبول بھی ہوتی ہے۔
- (۳) صحابہ کرام علیہم الرضوان کا یہ عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کو براہ راست پکارنے کے بجائے حضور ﷺ کی بارگاہ میں اپنی حاجت عرض کر کے حاجت روائی کے لئے آپ ﷺ سے التجا کی جائے تاکہ حضور ﷺ ہمارے لئے شفاعت فرمائیں۔
- (۴) بارگاہ رسالت میں عرض معروض کے لئے قیام کرنا سنت ہے کہ صحابہ کرام بیٹھے ہوئے خطبہ سن رہے تھے مگر درخواست پیش کرتے وقت بیٹھے نہ رہے بلکہ کھڑے تھے اور حضور ﷺ نے یہ نہ فرمایا کہ بیٹھے بیٹھے عرض کرو کھڑے کیوں ہو؟ اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب کی اعلیٰ نشان کا مظاہرہ منظور ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دیکھنے اور جاننے کے باوجود کہ مخلوق بارش نہ ہونے کی وجہ سے



قحط کی مصیبت میں مبتلا ہے اُن پر رحم فرما کر بارش نہ برسائی جب تک صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بارگاہ رسالت ﷺ میں مل کر فریاد نہ کر لی اور حضور ﷺ نے اُن کی درخواست کو شرف قبولیت بخش کر اللہ تعالیٰ کی جناب میں شفاعت فرمائی اور جب حضور ﷺ کی شفاعت سے بارش نازل ہوئی تو ایسی برسی کہ ایک ہفتہ تک مسلسل برسی ہی رہی اور اللہ تعالیٰ نے دیکھنے اور جاننے کے باوجود کہ کثرت بارش کی وجہ سے مخلوق پریشان ہے، مکان گر رہے ہیں، راستے مسمار ہو گئے ہیں۔ بارش رکنے کا حکم نہ فرمایا۔ یہاں تک کہ جب صحابہ کرام علیہم الرضوان نے پھر بارگاہ رسالت میں قیام کر کے فریاد کی اور حضور نے اُن کی عرض قبول کرتے ہوئے بارگاہ الہی میں اُن کی شفاعت فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے بارش کو روک دیا۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ بیشک غفور الرحیم ہے مگر ان صفات کا ظہور و صدور حضور پر نور محمد رسول اللہ ﷺ کی شفاعت اور رضا پر موقوف ہے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا خوب فرمایا:

بے واسطہ سے خدا کچھ عطا کرے
حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

وصلی اللہ علی حبیبہ الکریم و علی آلہ و اصحابہ و بارک وسلم

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

(بہاولپور، پاکستان)

